ڈاکٹر نیلوفر ناز نحوی
ڈگری کالج بمنہ

فارسی

کشمیر میں ادیبوں، مورخوں، صوفیوں، عالموں اور شاعروں کی زبان

کشمیر کو ایک زمانے میں ایران صغیر کہا جانے لگا تھا۔ شاید اسکی وجہ یہ تھی کہ کشمیر میں فارسی زبان اگر بولی نہیں جاتی تو کم سے کم لکھی ضرور جاتی تھی۔ اس زمانے میں جب اس کا چلن ہو گیا تھا یہی زبان استعمال میں لائی جاتی تھی۔ دراصل ساتویں صدی ہجری کی بات ہے کہ جب کشمیر میں فارسی زبان، زبان کی طرح پھیلی اور عام ہونے لگی۔ (اگر چہ عبدالقادر سروری کے مطابق فارسی زبان بہت پہلے کشمیر میں داخل ہوگئی تھی) جب کشمیر میں فارسی زبان کا احیا ہوا، ارتقا ہوا، اور فارسی زبان کا بول بھالا ہوا۔ جب شاہ ہمدان جمیعت سادات کے ساتھ یہاں تشریف لائیے انہوں نے دین اسلام، زبان فارسی، صنعت وحرفت اور ادب وتہذیب بھی اپنے ساتھ لایا۔ ایک ایسی تہذیب، ایک ایسی زبان، ایسی صنعتیں اور حرفتیں جنکا رواج ایران میں وقتوں سے چلا آرہا تھا انہوں نے ایران سے لاکر کشمیر کے لوگوں میں عام کر دیں۔ اور وہ زبان جو ایران میں بولی جاتی تھی یہاں کے لوگوں میں بھی عام کر دی۔ جسکی وجہ سے کشمیر ایران صغیر بن گیا۔ اور

یہاں کے لوگ بھی اسی زبان میں لکھنے لگے جس زبان میں شاہ ہمدان اور اسکے ساتھی لکھتے تھے اور بولتے تھے۔ ان کا اثر نہ صرف ہماری تہذیب وتمدن پر پڑا بلکہ انہوں نے ہمیں اسلام سے بھی روشناس کرایا گویا کہ انہوں نے اپنی زبان ہمارے منہ میں رکھدی۔ کشمیر میں آج ہمارے پاس بڑے بڑے علماء، مورخ، شعراء، ادباء اور صوفی اور بزرگ پیدا ہوئے ہیں اور فارسی میں اتنا بڑا ذخیرہ اپنے پیچھے چھوڑا جن کے لیے کشمیر کے لوگ ہمیشہ شاہ ہمدان کے مرہون منت رہیں گے۔

کشمیر کے لوگوں نے فارسی زبان کو اس طرح اپنا لیا جیسے یہ زبان انکو ورثے میں ملی تھی۔ کیا مورخوں نے اور کیا ادیبوں نے، کیا صوفیوں نے اور کیا شاعروں نے سب نے اس زبان کو اپنا لیا اور اس میں طبع آزمائی کی۔ اور استادی کا درجہ حاصل کیا۔ مورخوں میں محمد اعظم دیدہ مری، پیر غلام حسن کھویہامی، سید علی ماگرے، حیدر ملک چاڈورہ وغیرہ کا نام لیا جا سکتا ہے۔ جنہوں نے کشمیر کی تاریخ فارسی زبان میں لکھی ان سب سے الگ راج ترنگنی جو سنسکرت زبان میں لکھی گئی تھی اسکا ترجمہ فارسی زبان میں کیا گیا۔ یہ سب تاریخیں اپنی اپنی جگہ اہمیت کی حامل ہیں۔ محمد اعظم دیدہ مری کی تاریخ ''واقعات کشمیر'' کو بہت زیادہ معظم اور مستند مانا جاتا ہے۔ واقعات کشمیر میں مورخ نے قبل از اسلام ہندو راجگانِ کشمیر کے حالات، نہایت مختصر طور پر قلمبند کئے ہیں۔ لیکن مسلم سلاطین کے حالات قدرے تفصیل سے لکھے ہیں۔ نیز اپنے زمانہ تک کے سادات، علماء، مشائخ، اولیا اور شعرا کے حالات زندگی تحریر کئے ہیں۔ جو بقول انکی اس کتاب کے لکھنے کا اصل مقصد ہے۔

کتاب کی شروعات اللہ تعالیٰ کی تعریفوں کے ساتھ کی ہے۔ چنانچہ چند اشعار اس طرح لکھتے ہیں:

در ہیچ پردہ نیست نہ باشد ہوای تو
عالم پر است از تو و خالی است جای تو
ہر غنچہ را زحمد تو جزویست در بغل
ہر خار می کند بزبانش ثنای تو
در خشت خاک من چہ بود لایق نثار
ہم از تو جان ستانم و سازم فدای تو
غیر از نیاز و عجز کہ در درگہ تو نیست
این مشت خاک تیرہ چہ دارد سزای تو

پیر غلام حسن کھوہامی کی تاریخ چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ جس میں اول کشمیر کا جغرافیہ دوم کشمیر کی سیاسی تاریخ (جس میں قبل از اسلام کی تاریخ بھی موجود ہے) کشمیر کے اولیا کی تاریخ اور چوتھا حصہ کشمیر کے شاعروں کے کلام اور انکی حالات زندگی پر مشتمل ہے۔ حیدر ملک چاڈورہ نے بھی اپنے زمانے تک کی ساری تاریخ فارسی زبان میں لکھ ڈالی ہے۔

ادیبوں اور عالموں میں ملا احمد کشمیری، مولوی کبیر، ملا پارسا، ملا علی شیرازی، سید محمد منطقی، مولانا جمال الدین وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ سلطان زین العابدن نے جو دارالعلوم اور مدرسے قایم کئے تھے ان مدرسوں اور دارالعلوم میں یہ علماء اکثر اساتذہ کا کام کرتے تھے اور اسکے علاوہ تراجم کا کام انجام دیتے تھے۔ سلطان کے دربار اور نظم ونسق کی زبان فارسی تھی اور دارالعلوم میں ذریعہ تعلیم بھی فارسی زبان تھی۔ اس تعلق سے عربی کی کتابوں کے علاوہ سنسکرت کی اہم کتابوں سے بھی ترجمے فارسی میں کیے گئے جس میں مہابھات اور پنڈت کلہن کی راج ترنگنی کا

ترجمہ (جسکا ذکر کیا گیا) فارسی میں کیا گیا۔ اسکے علاوہ ''کتھا ساگر'' کا ترجمہ بھی ''بحرالاسماء'' کے نام سے ملا احمد کشمیری نے کیا۔

کشمیر میں سید محمد امین منطقی بیہقی، شیخ یعقوب صرفیؒ، بابا داؤد خاکیؒ، بابا علی رینہؒ، مولوی فیروز ثانی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ جنہوں نے صوفیانہ شاعری کو بام عروج تک پہونچایا۔ اور اپنی صوفیانہ شاعری فارسی زبان میں لوگوں تک پہونچائی۔

حضرت مخدوم شیخ حمزہؒ کشمیر کے مشہور اور متمول رینہ خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ لیکن انہوں نے دنیا چھوڑ کر دین کا راستہ اختیار کیا اور ساری عمر یادخدا میں گذاردی۔ اسکے فیض صحبت سے جو علماء اٹھے ہیں انہوں نے کشمیر میں علم و فضل کی بیش بہا خدمت انجام دی۔ اور ان سب کی زبان فارسی تھی۔ ان سب سے زیادہ قابل ذکر آپ کے بھائی بابا علی رینہ ہیں جس نے ایک کتاب ''تذکرۃ العارفین'' لکھی۔ اس کتاب میں عارفوں اور زاہدوں کے حالات درج کئے ہیں۔ اس کتاب کے آغاز میں اپنے اور اپنے بھائی شیخ کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں۔

''فیقول العبد الضعیف الفقیر الخفیف علی ابن عثمان کشمیری ساکن کشمیر کہ مولد و موطن این غریب است۔ بہ نژاد قدیمی موصوف برینہ کہ در کشمیر آن را بہ وزارت مخصوص دارند۔ و برادر حقیقی این فقیر کہ مرشد کامل من وزمانہ وزمانیانست اعنی حضرت غوث العظم و قطب العالم قدوۃ السالکین و زبدۃ العارفین .... حضرت مخدوم الآفاقی غوث زمانی حضرت مخدوم شیخ حمزہؒ قدس سرہ میخوانند''۔

حضرت شیخ یعقوب صرفیؒ اپنے عہد یعنی چک عہد کے ایک زبردست عالم بھی تھے اور ایک بلند مرتبہ شاعر بھی۔ لیکن ان کی شاعرانہ صلاحیتیں علم، مذہب اور متصوفانہ خیالات کے لیے وقف ہوگئیں تھیں۔ شاعری میں انکا خمسہ مشہور ہے۔ جس میں انکی پانچ مثنویاں شامل ہیں۔ جیسے

''مسلک الاخیار'' وامق عذرا، مغازی النبی، لیلی ومجنون اور مقامات مرشد وغیرہ۔ اس خمسہ کی تصنیف پر انہیں جامی ثانی کالقب بھی ملا تھا۔ انکی شاعری میں جگہ جگہ عشق حقیقی کا مظہر ہے۔

ای بوجود تو موجود ہمہ
ولی ز ظہور تو نمود ہمہ
ھستی تو جز بہ سرخویش نیست
ھستی ما عاریتی نیست
ذات وجود تو بری از جہات
نیست وجود تو مگر عین ذات
ذات تو باقی و صفات تو ہم
ذات و صفاتم ہمہ عین عدم
بر قد قدس تو قبایی بقا
دامن تو پاک ز گرد فنا

بابا داؤد خاکیؒ عالم بھی تھے اور شاعر بھی۔ ان کے یہاں خالص متصوفانہ خیالات ملتے ہیں۔ آپ صاحب تصانیف عالم ہیں جیسے ''وردالمریدین'' اسکی شرح دستورالسالین، قصیدہ جلالیہ اور رسالہ غسلیہ وغیرہ۔

بابا داؤد خاکی کی 'وردالمریدین' میں سے چند اشعار آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔

گہ بمسجد روم گہ بہ میخانہ

من بیمارہ ترامی طلبم از ہر سو

نتوانم کہ شمارم کرم نعمت تو

گر زبانم شود اندر تن من از ہر مو

خاکیا پیش شدی از طلب یار ہنوز

از گلستان وصالش نمی شمیدی بو

کشمیر نے فارسی زبان میں لکھنے والے اور شعر و شاعری کا ذوق رکھنے والے ہر دور میں پیدا کئے ہیں۔صرف ایک یا دو نہیں بلکہ ہر دور میں لاتعداد لکھنے والے پیدا ہوئے۔شاعروں کی تو کوئی گنتی ہی نہیں۔شعراء تو ہر دور میں سینکڑوں کی تعداد میں پیدا ہوئے اور کچھ شعراء تو کشمیر میں پیدا ہوئے تو ضرور لیکن انہوں نے اپنا کلام فارسی میں باقی چھوڑا ہے۔ان تمام شعرا کا ذکر کرنا جنہوں نے فارسی میں اپنا کلام لکھا ہے اگر محال نہیں تو مشکل بہت ہے کیونکہ وقت کی کمی لاحق ہے۔پھر بھی سمندر کو کوزے میں بند کرنے کے مصداق ہے۔

ابھی تک جن صوفی شعرا کا تذکرہ ہوا انکا کلام یا تو سلطان زین العابدن کے زمانے میں پروان چڑھا یا پھر چک دور میں۔لیکن فارسی زبان کے شعرا کا کلام مغلوں کے دور میں بام عروج کو پہونچا۔یہی وہ زمانہ تھا جب کشمیر میں فارسی زبان میں متعدد شعرا پیدا ہوئے۔بقول ڈاکٹر جی۔ایم۔ڈی۔صوفی:

"Under Hussain Shah Chak, who was himself a poet of note, Persian poetry further flourished in Kashmir till under the Mughal it reached its climax".

کشمیر میں عبدالوہاب شایق، ملا مظہری، اکمل خان اکمل، ملا محسن فانی، غنی کشمیری، اوجی کشمیری، ملا فطرتی، فروغی، ملا توفیق، گویا، جویا، ساقی اور یکتا وغیرہ بہت مشہور شاعر ہیں اور انہوں نے اپنے پیچھے فارسی زبان میں اپنی زبردست یارگاریں چھوڑیں ہیں۔

ملا شایق نے کشمیر کا شاہنامہ لکھا جس میں ڈاکٹر صوفی کے بقول ساٹھ ہزار اشعار ہیں۔ (آج غالباً) اسکے صرف بائیس ہزار اشعار ملتے ہیں) جس میں کشمیر کی تاریخ، کشمیر کا جغرافیہ ہے۔ اس کے علاوہ کشمیر کے ریشیوں اور بزرگوں اور اولیائے کشمیر کی تاریخ ملتی ہے۔

من از راجه ها کرده ام اختصار
ز اسلام گشتم وقایع نگار
زعهد یکه اسلام گشت آشکار
درین ملک گشتم حقایق نگار
ز عهدیکه اسلام روشن شده
حقایق مفصل بنظم آمده
ز شاهان نمودم سخن مختصر
من و ذکر سادات والا گهر
کنم وصف سادات والا تبار
کز ایشان منور شده این دیار
هم از عالمان عمل اقتران
نشانم گهر ها بسلک بیان

نویسم جدا دفتر ریشیا نگدای کنم از در ریشیان
گدای کنم از در ریشیان

اکمل الدین بیگ اکملؔ نے اسی (۸۰) ہزار اشعار کی مثنوی مولانا رومؒ کی تتبع میں لکھی ہے۔ جسکا نام ''بحر العرفان'' رکھا گیا تھا۔ یہ مثنوی ابھی تک مخطوط ہے۔

کفر و اسلام را بجنگ انداخت
خود بر آن جنگ شد تماشائی
خود شود مدعی کہ دین این است
خود دہد کفر را توانائی
اکمل الدین یقین ہمین دارد
مذہبش وحدت است و یکتائی

اوجؔ کشمیری نے تین ہزار اشعار کا ساقی نامہ لکھ کر اپنا نام بہترین شعرا کی صف میں داخل کر لیا۔

مرا دامن خویش زنجیر شد
مرا دست در آستین پیر شد
بیا ساقی آن راوق تاک را
ضیا بخش خورشید ادراک را
بدہ تا بدانم کہ آن نوش لب
چرامی گریزد زمن بی سبب

اور ملا طاہر غنی، کی بات کیے بغیر تو فارسی شعرا کے بارے میں گفتگو ہی نامکمل ہے۔ غنی کشمیر کا وہ واحد شاعر ہے جس نے شاعری کے پردے میں جگہ جگہ مظلوم کشمیری کے لیے رونا رویا ہے۔ اور حکومت وقت کے ظلم کی داستان اپنے اشعار میں بیان کی ہے۔ غنی کے اشعار معنی کا سمندر لیے ہوئے ہیں جتنی بار پڑھیے ہر بار الگ معنیٰ سمجھ میں آتے ہیں۔ کیونکہ ابہام اور ایہام

رمز و کنایات ہی غنی کا خاصا ہے۔

کدام باز ندانم در آشیان بندیست
کہ ہست حکم پرکاہ بال مرغان را

سخت دلبستگی داشت بالم صیاد
تا نشد بالش او پرُ زپرم خواب نبرد

جنونی کو کہ از قید خرد بیرون کشم پارا
کنم رنجیر پای خویشتن دامان صحرا را

ہمچون سوزن دائیم از پوشش گریزانیم ما
جامہ بہر خلق می دوزیم و عریانیم ما

اس شعر کی خوبصورتی کا کیا کہئے جو اپنے اندر نئے معنیٰ سمیٹے ہوئے ہے۔
کہا ہے:

موئ سر کردم سفید اما خیالت در سر است
اخگری پنہان تہہ این تودۂ خاکستر است

خاکستر کے ڈھیر میں چنگاری کا ہونا اور محبوب کا خیال دل میں دونوں ایک برابر ہے
اور آخیر میں اس مقالے کا اختتام میں جی ایم ڈی صوفی کے اس جملے سے کرتی ہوں۔

"If Persia is proud of its Firdousi., its Hafiz, its Rumi and its Nizami, Kashmir is equally proud of its shaiq, its Ghani, its sarfi and its Akmal.

:- کتابیات :-

۱۔ واقعات کشمیر مخطوط نمبر اندراج ۱۰۰ا اقبال لائبریری کشمیر یونیورسٹی۔

۲۔ واقعات کشمیر مترجم از ڈاکٹر شمس الدین

۳۔ تاریخ حسن از غلام حسن کھویہامی۔

۴۔ کشیر از ڈاکٹر جی ایم ڈی صوفی۔

۵۔ کشمیر میں فارسی ادب کی تاریخ از عبدالقادر سروری۔

۶۔ شیخ یعقوب صرفیؒ شخصیت اور فن از ڈاکٹر غلام رسول جان

۷۔ دیوان غنی کشمیری۔

۸۔ غنی کشمیری حیات اور شاعری از خود۔

ڈاکٹر نیلوفر ناز نحوی
ڈگری کالج بمنہ

زندان

زندگی در زندان می کنیم ما
درِ زندان بازکنُ کہ می خواھیم
کہ پریم از درِ زندان بہ دور جہان
و بہ بینیم کہ ہمہٗ مردم جہان ہم،
خودراتوی زندان می بینند
ومی خواہند کہ رہاشوند
مانند ہمہٗ پرندگان جہان
آواز بخوانند
وجائی کہ می خواہند می نشینند
ومی خواہند کہ پرند و پرند

انتظار

بیا که شوق درونم فدای کنمت
بیا که دیده هایم براه تو کنمت
بیا که چون ماه منوّر دیدمت

....

بیا که سحر آمدوشب گذشت
بیا که بعد شب ، شب آمد
مگروای نه تو آمدی، نه شب گذشت

....

بیا که چشم منتظر آمدنت
بیاز آمدن تو بهاری بیامد
گل و گلزار ونسترن بیامد
بوی وخوشبوی یاسمن آمد
مگر وای نه تو آمدی نه بهار آمد
نه تو آمدی نه خزان گذشت

....

بیا که ماه وستارگان درخشیدند
بیا که روز روشن آفتاب گذشت
بیا که موی سیاهم گشت سپید
بیا وپیش سحر بیا ،پیش آفتاب بیا،
بیا که دردیده هایم نور باقی است
این نور هم برود پیش از آن بیا